ڈاکٹر محمد ریاض

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبید ثقفیؒ

(بحوالۂ اقبال)

عربی اور فارسی زبانوں کی طرح تاریخ اسلام کے مطالعے سے بھی ہم تساہل برت رہے ہیں۔ اس تساہل کا ایک نمونہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبید ثقفیؒ کی نمایاں شخصیتوں کو خلط ملط کر دینا ہے۔ کلامِ اقبالؒ میں ان دو بزرگوں کا ذکر آیا اور اقبال کے اکثر شارح اور مترجم ان دونوں شخصیتوں کو ایک سمجھ بیٹھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کا ذکر اقبال کے ہاں بانگِ درا حصہ سوم میں جنگِ یرموک کے ایک واقعے کے سلسلے میں آیا ہے (اس واقعہ میں مذکور نوجوان عاشقِ رسولؐ کو بھی کسی شارح بانگِ درا نے متعارف نہیں کرایا) اور حضرت ابوعبید ثقفیؒ کا مثنوی رموزِ بے خودی میں اخوتِ اسلامی کی وضاحتی مثال کے طور پر۔ پہلا واقعہ ۱۳ ہجری سے متعلق ہے اور دوسرا ۱۵ ہجری (جنگِ نمارق) سے متعلق۔ جنگِ یرموک کا تعلق شام سے اور جنگِ نمارق کا ایران کی سرزمین سے ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ ایک صحابی تھے اور حضرت ابوعبید ثقفیؒ ایک تابعی۔ گو اخوتِ اسلامیہ کی روح دونوں واقعات میں مضمر ہے۔ مگر اقبالؒ نے جنگِ یرموک کے واقعے سے عشقِ رسولؐ کے جذبے کو اجاگر کیا ہے۔

جنگِ یرموک، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور ایک نوجوان عاشقِ رسولؐ

یرموک کی جنگ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ۱۳ھ (خلافتِ صدیق اکبرؓ کے آخری ایام سے) تا ۱۵ھ کے درمیان جاری رہی اور آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ اس جنگ کے کئی محاذ تھے جیسے دمشق اور فحل (اردن) اور اس کے دوران خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو عساکرِ اسلامی سے سبکدوش کر کے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو ان کا جانشین نامزد کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح (وفات ۱۸ھ) عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور انھیں امین الامت کا لقب ملا ہوا تھا۔ ان کی جلالت و عظمتِ شان اس واقعہ سے واضح ہے کہ نبی اکرمؐ کے وصال کے موقع

پر جب مسلمان سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر خلیفۃ الرسول کے انتخاب کے بارے میں سوچ رہے تھے، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ انھیں یا حضرت عمرؓ کو منتخب کرنے کے حق میں تھے مگر بالآخر لوگوں نے حضرت صدیقِ اکبرؓ کو ہی منتخب کر لیا۔

علامہ اقبال عاشقِ رسول ہی نہ تھے، وہ عاشقانِ رسول کے بھی عاشق تھے۔ چنانچہ مثنوی اسرارِ خودی میں فرمایا:

عاشقانِ او ز خوبان خوب تر　　خوشتر و زیباتر و محبوب تر

ان کے ہاں عاشقِ رسولؐ جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت بلالؓ، حضرت عبداللہؓ ابن مسعود، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت امام مالکؒ اور امام بوصیریؒ کا ذکر بڑی دل سوزی کے ساتھ ملتا ہے۔

"جنگِ یرموک کا ایک واقعہ" بھی دراصل ایک نوجوان صحابی اور عاشقِ رسولؐ کا واقعہ ہے جو حضرت رسول اکرمؐ کی چند سالہ جدائی کے ہاتھوں بے قرار تھا اور جو جامِ شہادت نوش کر کے بہشتِ بریں میں دیدارِ رسولؐ سے متمتع ہونے کا آرزومند تھا۔ اقبالؒ نے ان کا نام نہ لکھا تھا مگر یہ دراصل رسول اللہ کے ایک نواسے حضرت علی زینبی ابن ابوالعاص تھے جنھیں جناب محمد یوسف کاغانوی نے بایں الفاظ متعارف کروایا ہے:

"سیدنا حضرت علی زینبی بن ابوالعاص۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے اور محبوب حقیقی نواسے ہیں۔ آپ آنحضورؐ کی سب سے بڑی بیٹی سیدہ زینبؓ شہید کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ سیدہ زینبؓ آنحضورؐ کی سب سے بڑی اور محبوب صاحبزادی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں افضل البناتی (یعنی ساری بیٹیوں میں افضل) فرمایا ہے۔ کیوں کہ سیدنا زینبؓ نے اسلام کی خاطر بہت تکالیف اٹھائیں اور شہادت پائی۔

آنحضرتؐ نے سیدنا علی بن ابوالعاصؓ کو اپنی پیاری بیٹی سیدنا زینبؓ سے مانگ لیا تھا اور عربی دستور کے مطابق رضاعت (دودھ پینے) کے دو سال قبیلہ بنی غاضرہ میں گزارے۔ زندگی کے تمام اوقات سید المرسلینؐ کی تربیت اور آغوش میں گزارے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علیؓ بن ابوالعاصؓ کی فوجی تربیت خود اپنی نگرانی میں دلوائی۔ تیر، تلوار اور نیزہ وغیرہ خود چلانا سکھایا۔ اور یہی تربیت تھی جس کی وجہ سے جنگ یرموک میں اس شیرِ خدا و رسولؐ نے بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ دنیا آج تک حیران ہے۔ تنہا بہت سے کفار کو تہ تیغ کر دیا۔ کفر و اسلام کی اس جنگ میں لشکر اسلام کی طرف سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے ۱۵ ا،

ب المرجب ۱۵ھ کو اس نواسۂ رسولؐ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہی وہ عظیم ہستی ہے کہ جو فتح مکہ کے اہم ترین موقع پر آنحضرتؐ کے ساتھ ان کی اونٹنی پر سوار تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوشِ مبارک پر سوار ہو کر آپ نے خانہ کعبہ کے بتوں کو توڑنے کا اعزاز حاصل کیا۔[1]

اب ہم حضرت علامہ اقبالؒ کی نظم "جنگِ یرموک کا ایک واقعہ" پڑھ سکتے ہیں۔

جنگِ یرموک کا ایک واقعہ

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروسِ زمینِ شام

اک نوجوان صورتِ سیماب مضطرب
آ کر ہوا امیرِ عساکر سے ہمکلام

اے بوعبیدہؓ رخصتِ پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا مرے صبر و سکوں کا جام

بیتاب ہو رہا ہوں فراقِ رسولؐ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

جاتا ہوں میں حضورِ رسالتؐ پناہ میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

یہ ذوق و شوق دیکھ کے پرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفتِ تیغِ بے نیام

بولا امیرِ فوج کہ "وہ نوجواں ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام

پوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام!

پہنچے جو بارگاہِ رسولِؐ امیں میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضورؐ نے"

جنگِ یرموک کے واقعہ کا ایک حصہ جنگِ نمارق سے ملتا جلتا ہے۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے دمشق وغیرہ میں مفتوحہ علاقے کے رومیوں کے ساتھ جو عہد و پیمان باندھے تھے، حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے انھیں، بعض صحابہ کرامؓ کے اعتراض کے باوجود بتمامہ پورا کیا اور فرمایا: "ہر مسلمان بھائی کا وعدہ پورا کرنے میں ہمیں پورا تعاون کرنا چاہیے۔"

---

[1] ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی۔ جولائی ۱۹۸۰ء، ص ۱۹

حضرت ابو عبید ثقفیؓ اور جنگِ نمارق

فتح ایران کے سلسلے میں باقاعدہ کوششوں کا تعلق عہدِ فاروقیؓ سے ہے۔ علامہ اقبال نے جو واقعہ لکھا، یہ اگرچہ یزدگرد سوم کے عہد سے پہلے کا ہے، مگر "جابان" یزدگرد سوم کے سپہ سالاروں میں بھی شامل رہا ہے۔ جنگِ نمارق عرب و ایران کی معروف جنگ تھی۔ حضرت عمرؓ نے جب اپنی خلافت کے آغاز میں ایران کی طرف عساکر بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا، تو حضرت ابو عبیدؓ ثقفی نے سپہ سالاری کے لیے اپنا نام پیش کیا، جسے خلیفۃ الرسولؐ نے قبول کر لیا۔ بعض صحابہ کو ایک تابعی کے سپہ سالار بنائے جانے پر اعتراض ہوا، مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابو عبید اپنے ماتحت صحابہ کا احترام ملحوظ رکھیں گے اور پُرجوش قیادت کا مظاہرہ کریں گے۔ بعد میں ایسے ہی ہوا۔ جنگِ نمارق میں ایرانی افواج کے قائد رستم، نرسی اور جابان تھے۔ آخر الذکر کو حضرت مطہر بن خضہ ربیعی نے عین جنگ کے دوران گرفتار کر لیا جب کہ اس کے ساتھ دو غلام بھی تھے۔ حضرت مطہر کو اس وقت معلوم نہ تھا کہ وہ جابان ہے اور ایرانی فوج کے قائدین میں شامل ہے۔ اس نے جب منت سماجت کی اور اپنے بڑھاپے کے پیشِ نظر جان کی امان مانگی تو حضرت مطہر نے اسے امان دے دی، البتہ اس کے غلام قبضے میں لے لیے۔ بعد میں جب اس کی حیثیت معلوم ہوئی تو مسلمانوں نے حضرت ابو عبید ثقفیؓ سے مطالبہ کیا کہ اس دغاباز دشمن کو قتل کر دیا جائے مگر حضرت ابو عبید ثقفی نے حضرت مطہر کے امان دینے کے فیصلے کو بحال رکھا اور فرمایا کہ ہر مسلمان کا قول و پیمان محترم ہوتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کو اسے پورا کرنے میں معاونت کرنی چاہیے۔ اقبال کی نظم مشمولہ مثنوی رموزِ بیخودی نقل کرنے سے قبل یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ حضرت ابو عبید ثقفیؓ ایرانیوں کے خلاف ایک دوسرے معرکے کے دوران ایک جنگی ہاتھی کے پاؤں تلے آ کر شہید ہو گئے تھے:

حکایت بو عبید و جابان در معنیٔ اخوتِ اسلامیہ

شد اسیرِ مسلمے اندر نبرد — قائدے از قائدانِ یزدجرد
گبر باراں دیدہ و عیار بود — حیلہ جو و پرفن و مکار بود
از مقامِ خود خبردارش نہ کرد — ہم ز نامِ خود خبردارش نہ کرد
گفت می خواہم کہ جاں بخشی مرا — چوں مسلماناں اماں بخشی مرا

گرد مسلم تیغ را اندر نیام — گفت خونت ریختن بر من حرام
چوں درفشِ کاویانی چاک شد — آتش اولاد ساساں خاک شد
آشکارا شد کہ جابان است او — میر سربازان ایران است او
قتل او از میرِ عسکر خواستند — از فریبِ او سخن آراستند
بوعبید آن سیدِ فوجِ حجاز — در وغا عزمش ز لشکر بے نیاز
گفت اے یاراں مسلمانیم ما — تارِ چنگیم و یک آہنگیم ما
نعرۂ حیدرؓ نوائے بوذرؓ است — گرچہ از حلق بلالؓ و قنبرؓ است
ہر یکے از ما امینِ ملت است — صلح و کینش صلح و کینِ ملت است
ملت ار گردد اساسِ جان فرد — عہدِ ملت می شود پیمان فرد
گرچہ جاباں دشمن ما بودہ است — مسلمے اُو را اماں بخشودہ است
خونِ او اے معشرِ خیر الانامؐ — بر دمِ تیغِ مسلماناں حرام

ان اشعار کا ترجمہ اور مفہوم یوں ہے:
ایک جنگ میں یزدگرد سوم کے سپہ سالاروں میں سے ایک کسی مسلمان کے ہاتھ قید ہوگیا۔ یہ آتش پرست بہت تجربہ کار، چالاک، مکار اور چالیں جاننے والا تھا۔ اس نے مسلمان سپاہی کو اپنا نام بتایا نہ مقام۔ بولا: "چاہتا ہوں کہ تو میری جان بخش دے اور مسلمانوں کی طرح مجھے پناہ و امان دے دے"۔ مسلمان سپاہی نے شمشیر نیام میں ڈال کر کہا: "تیرا خون بہانا میرے لیے حرام ہے"۔ بعد میں جب ایرانی پرچم چاک ہوا اور ساسانیوں کی آگ مٹی میں مل گئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایرانی فوج کا ایک قائد جابان ہے۔ لوگ اس کی مکاری کی باتیں کرنے لگے اور اپنے امیرِ لشکر سے کہنے لگے کہ اسے قتل کرنے کی اجازت دیں، مگر حضرت ابوعبید ثقفیؓ جو عسکرِ اسلامی کے سپہ سالار تھے اور جن کا عزم میدانِ جنگ میں لشکر سے بے نیاز تھا، بولے: بھائیو! ہم مسلمان ہیں۔ ہم ایک ہی بربط کے تار اور صدا ہیں۔ بلالؓ اور قنبرؓ کے گلے کی صدا ہمارے نزدیک حضرت علیؓ اور حضرت ابوذرؓ کی صدا ہے[۵۲]۔ ہم میں سے ہر ایک ملت کا امین ہے اور ہر

---

۵۲ یعنی غلام اور آزاد یا آقا و غلام، حقوق و فرائض کے اعتبار سے برابر ہیں۔

ایک کی صلح یا جنگ ملتِ اسلامیہ کی صلح یا جنگ ہوتی ہے۔ جس ملت میں ہر فرد کے وجود کا بنیادی احساس ہو، وہاں ہر فرد کا عہد و پیمان، ملت کا عہد و پیمان بنتا ہے۔ درست ہے کہ جابان ہمارا دشمن ہے لیکن اسے ہمارے ایک مسلمان بھائی نے پناہ دے دی ہے۔ لہٰذا اسے خیر الانام کی امت کے لوگو مسلمانو کی تلواروں پر اب اس کا خون بہانا حرام ہو چکا ہے۔

الفہرست

محمد بن اسحاق ابن ندیم وراق　　　　اردو ترجمہ : محمد اسحاق بھٹی

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری تک کے علوم و فنون، سیر و رجال اور کتب و مصنفین کی مستند تاریخ ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں، قرآن مجید، نزولِ قرآن، جمع قرآن اور قرائے کرام، فصاحت و بلاغت، ادب و انشا اور اس کے مختلف مکاتب فکر، حدیث و فقہ اور اس کے تمام مدارسِ فکر، علم نحو، منطق و فلسفہ، ریاضی و حساب، سحر و شعبدہ بازی، طب اور صنعت کیمیا وغیرہ تمام علوم، ان کے علما و ماہرین اور اس سلسلے کی تصنیفات کے بارے میں اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں واضح کیا گیا ہے کہ یہ علوم کب اور کیوں کر عالمِ وجود میں آئے۔ پھر ہندوستان اور چین وغیرہ میں اس وقت جو مذاہب رائج تھے، ان کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ اس دور میں دنیا کے کس کس حصے میں کیا کیا زبانیں رائج اور بولی جاتی تھیں اور ان کی تحریر و کتابت کے کیا اسلوب تھے۔ ان کی ابتدا کس طرح ہوئی اور وہ ترقی و ارتقا کی کن منازل سے گزریں۔ ان زبانوں کی کتابت کے نمونے بھی دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ اصل عربی کتاب کے کئی مطبوعہ نسخے سامنے رکھ کر کیا گیا ہے اور جگہ جگہ ضروری حواشی دیئے گئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

صفحات ۶۴۹ مع اشاریہ　　　　قیمت ۵۴ روپے

ملنے کا پتا : ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور